مولانا محمد مغیرہ

(دوسری قسط)

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی

(اس سلسلے کی پہلی قسط ستمبر ۲۰۰۱ء کے شمارہ میں شائع ہوئی۔)

قارئین! آپ وضاحت اور صراحت کے ساتھ پڑھ چکے ہیں کہ ''قبر'' سے مراد قرآن وحدیث میں یہی ارضی قبر ہے۔ اور یہی اہل سنت کا مؤقف ہے۔ پھر اسی قبر میں مدفون آدمی کا اپنے کفر وشرک یا گناہ کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہونا بھی آپ کے سامنے آچکا، جس پر ہم نے قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ پیش کر دیں اور واضح کر دیا کہ قبر و برزخ میں عذاب جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی خود بخود واضح ہو گیا کہ قبر و برزخ میں راحت وسکون بھی جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے۔ جب قبر و برزخ کے عذاب وثواب کو انسان محسوس کر رہا ہے، فرشتوں کے آنے پر وہ اٹھ بیٹھا ہے، دفن کر کے واپس جانے والوں کے قدموں کی آہٹ وہ سن رہا ہے، فرشتوں کے سوالات سن کر ان کے جواب بھی دیے جا رہا ہے تو کیا یہ صرف تخیل ہے؟ نہیں، یہ حقیقت پر مبنی بات ہے جس کو قرآن وحدیث نے بیان کیا۔

کیا یہ اعمال اور یہ احساسات زندگی کے بغیر ہیں؟ یقیناً نہیں۔ ہاں! زندگی کا عالم تبدیل ہو چکا ہے۔ پہلے انسان عالم دنیا میں تھا جبکہ اب عالم برزخ میں پہنچ چکا ہے، لیکن مذکورہ اعمال واحساسات تقاضا کرتے ہیں حیات کا۔ ایک بے حس اور بے جان کو کہاں سماع کی قوت؟ کہاں قوت گویائی؟ کہاں قوت احساس؟ اسی بات کو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ یوں لکھتے ہیں..... ''مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا، پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب وعذاب کا ہونا، قرآن مجید کی قریباً دس آیات میں اشارتاً اور رسول کریم ﷺ کی ستر (۷۰) احادیث متواترہ میں بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ مذکور ہے، جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں'' (''معارف القرآن'' جلد ۵، صفحہ ۲۳۶)

واضح رہے کہ ہر مسلمان، پاکباز، فاسق وفاجر، اور کافر ومنافق کو یہ برزخی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ ایک اور بات جس کے سمجھنے کیلئے کامل توجہ کی ضرورت ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات. بل احیاء و لکن لاتشعرون''

اور نہ کہو تم ان کو جو قتل کئے گئے اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم (ان کی زندگی کا) شعور نہیں رکھتے''

(پ۲، رکوع ۳)

(۲) ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات. بل احیاء عند ربھم یرزقون

''ان لوگوں کے بارے جواللہ کی راہ میں قتل کئے گئے نہ گمان کرو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں'' (پ۴، رکوع ۸)

ان دونوں آیتوں میں ایک ہی بات بیان ہوئی ہے کہ جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، قتل کیے گئے (جن کو کفنایا گیا، جن کی نماز جنازہ پڑھی گئی، جن کی قبریں کھود کر ان کو ان قبور میں دفن کیا گیا، دنیا میں جن کے مال کو عام مرنے والوں کی طرح وراثتاً تقسیم کیا گیا، جن کی بیویاں بیوہ کہلائیں اور جن کے بچے یتیم ہوئے) ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں جبکہ دوسری آیت میں مزید اس بات کو بیان فرمایا کہ ان کے مردہ ہونے کا گمان ہی نہ کرو کہ وہ اللہ سے رزق پاتے ہیں، کھاتے ہیں، پیتے ہیں۔

ان دونوں آیتوں میں اسی وجود کو مردہ کہنے سے روکا گیا ہے جس وجود پر فعل قتل وارد ہوا ہے۔ ظاہر ہے فعل قتل جسم پر وارد ہوا ہے، کفنایا جسم کو جارہا ہے، جنازہ بھی جسم پر پڑھا جارہا ہے اور جسم کو ہی قبر میں دفن کیا جارہا ہے اسی کو مردہ کہنا چاہیے تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو مردہ کہنے سے نہ صرف منع کیا بلکہ ان کے مردہ ہونے کا گمان کرنے سے بھی منع کردیا کیونکہ......... ''وہ زندہ ہیں، کھاتے ہیں، پیتے ہیں'' ظاہر ہے رزق زندہ جسم کی ضرورت ہے اور جسم قبر میں دفن ہے۔

اس مختصر سی بات کے سمجھ لینے کے بعد ہم سب کیلئے اس بات کا سمجھنا آسان ہوگیا کہ جب ایک عام آدمی کو قوت سماع اور قوت احساس قرآن وحدیث کی روشنی میں میسر آرہی ہے، اور شہداء کو ایسی زندگی، برزخ (قبر) میں حاصل ہورہی ہے کہ ان کیلئے مردہ کا لفظ استعمال کرنا تو کجا، اس قسم کے تصور کی بھی ممانعت کردی گئی ہے تو اس سے خود بخود یہ مسئلہ واضح ہورہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً ہمارے آقا ﷺ کو برزخی زندگی کتنی کامل واکمل عطا ہوئی۔ وہ برزخ (قبر شریف) میں فائز الحیات ہیں۔ گویا شہداء کے حق میں قرآن مجید کی آیات سے، بطور دلالۃ النص انبیاء علیہم السلام کی حیات سمجھ میں آتی ہے۔ (دلالۃ النص اسے کہتے ہیں کہ ایک چیز مذکور ہو اور دوسری چیز اس سے بدرجۂ اولیٰ سمجھ میں آرہی ہو)۔ جبکہ حضور علیہ السلام کے ارشادات سے صاف لفظوں میں واضح ہوتا ہے کہ انبیاء کرام خصوصاً حضور علیہ السلام، دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد برزخ (قبر شریف) میں جسد عنصری کے ساتھ فائز الحیات ہیں تو لیجئے! حضور علیہ السلام کے ارشادات پڑھیے! اور آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون حاصل کیجیے۔

(۱) عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم و فیہ قبض و فیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوٰۃ فان صلوٰتکم معروضۃ علی قال قالوا یا رسول اللہ و کیف تعرض صلوٰتنا علیک و قد ارمت قال یقولون بلیت فقال ان اللہ عزوجل حرم علی الارض اجساد الانبیاء (ابوداؤد۔ جلد ۱، صفحہ ۱۵۰)

ترجمہ: ''حضرت اوس بن اوسؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تمام دنوں میں سے افضل جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدمؑ کی تخلیق ہوئی، اسی دن ان کی روح قبض ہوئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن قیامت کی بے ہوشی ہوگی۔ پس جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود یقیناً مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (جس پر) صحابہؓ نے کہا: یا رسول اللہ! جب آپ مٹی میں گھل چکے ہوں گے تو اس وقت ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ (اس پر) آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کردیا کہ انبیاء کے جسموں کو مٹی کھائے''۔

اس حدیث میں اس وقت یہ فرمان کہ ''فان صلوتکم معروضة علیّ'' قابل توجہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''تحقیق تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''۔ جس وقت آپ نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت آپ زندہ تھے اور درود وسلام روح مع الجسد پر پیش کیا جاتا تھا، اس سے لازمی طور یہ اشکال پیدا ہونا یقینی تھا کہ آپ کے وفات پا جانے کے بعد آپ ﷺ پر درود کیسے پیش ہوگا کہ ''وقد ارمت'' (جبکہ آپ مٹی میں گھل چکے ہوں گے)۔ اور یہی سوال صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض بھی کیا، جیسے اوپر حدیث میں تصریح ہے کیونکہ ان صلوتکم معروضة علی فنی اعتبار سے جملہ اسمیہ ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسی استمرار کی وجہ سے تعجب ہوا۔ انہوں نے قبل الوفات اور بعد الوفات ادوار میں فرق معلوم کرنا چاہا تو حضور ﷺ نے ہر دو ادوار میں فرق کرنے کی بجائے ایک اصولی بات فرمادی کہ انبیاء کی وفات کے بعد وہ حالت نہیں ہوتی جو عام انسانوں کی ہوتی ہے بلکہ ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء

آپ ﷺ نے قبل الوفات اور بعد الوفات کے ''عرض الصلوٰۃ'' کو برابر رکھا۔ اب ظاہر ہے قبل الوفات درود روح مع الجسد پر پیش جاتا تھا تو لازمی طور پر آپ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ پر درود پیش کیا جارہا ہے تو روح مع الجسد پر۔ جیسے عالم دنیا میں درود وسلام پیش کیا جاتا تھا روح مع الجسد پر، اور آپ حیات تھے، ایسے ہی برزخ میں بھی درود وسلام روح مع الجسد پر پیش ہوتا ہے کہ آپ حیات ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے حیات دنیوی تھی اور انتقال فرما جانے کے بعد حیات برزخی ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ حیات حیات ہے دنیوی ہو یا برزخی۔ دنیا اور برزخ حیات کیلئے ظرف زماں ہے۔

جب آپؐ اس دنیا میں تھے تو حیات کیلئے دنیا ظرف تھی، اس لئے اس کو حیات دنیوی کہا جاتا تھا اور جب دنیا سے انتقال فرما جانے کے بعد دوسرے عالم یعنی برزخ میں تشریف لے گئے تو وہاں کی حیات کو عالم برزخ میں ہونے کی وجہ سے حیات برزخی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عالم دنیا میں بھی آپ ﷺ کے جسد اطہر کو حیات حاصل تھی اور عالم برزخ میں بھی جسد اطہر کو حیات حاصل ہے۔ درود وسلام حیات دنیوی میں جب آپ ﷺ پر پیش کیا جاتا تھا تو آپ کو ادراک وشعور حاصل تھا، ایسے ہی اب حیات برزخی میں آپ ﷺ پر درود وسلام پیش کیا جاتا ہے تو آپ کو ادراک وشعور حاصل ہے البتہ زمانہ کے تغیر سے احوال تغیر پذیر ہوگئے مگر حیات بجسدہ العنصری حاصل ہے۔ اور اسی بات کی مزید وضاحت اور تائید حضور

علیہ السلام کے اس ارشاد میں جو صحاح ستہ کی مشہور کتاب ''سنن ابن ماجہ'' میں ہے، اس طرح ہے۔ **ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیی یرزق** (ابن ماجہ۔صفحہ ۱۱۸)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے زمین پر کہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے، اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے''۔ اور ظاہر ہے رزق کی طلب جسم کو ہے۔

(۲) عن انس ابن مالک قال قال رسو ل اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون (مسند)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں'' قارئین محترم! اس حدیث میں ''فی قبورھم'' اور ''یصلون'' نے ''احیاء'' کی مکمل تشریح کر دی ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں (اور آپ گزشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ قبر قرآن وحدیث کی روشنی میں اسی ارضی قبر کو کہا جاتا ہے، جہاں انسان کا جسم قرار پکڑتا ہے) انہیں زندگی ہی حاصل نہیں بلکہ اعمال حیات بھی حاصل ہیں کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔

(۳) عن انس ابن مالک ان رسول اللہ ﷺ قال اتیت و فی روایۃ ھداب مررت علی موسیٰ لیلۃ السریٰ بی عندا لکثیف الاحمر و ھو قائم یصلی فی قبرہٖ (مسلم شریف۔جلد ۲، صفحہ ۲۶۸)

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا (کیا دیکھتا ہوں کہ) وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں''

یہ حدیث صحاح ستہ کی مرکزی کتاب ''مسلم شریف'' سے آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہے، جس میں موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا خود حضور علیہ السلام دیکھ کر بیان فرما رہے ہیں۔ نبی کا تو خواب بھی قابل حجت ہے، چہ جائیکہ نبی علیہ السلام اپنی آنکھوں دیکھی بات بیان فرمائیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا حیات جسدی کی دلیل ہے۔ معاذ اللہ ایک بے حس و بے شعور جسم کیلئے کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور پھر یہ تو نبی آخر الزمان ﷺ کا ارشاد ہے۔

(۴) ان للہ ملٰئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام (نسائی)

حضور علیہ السلام نے فرمایا ''بے شک اللہ کے فرشتے زمین میں سیاحت (گردش) کرتے ہیں۔ جہاں کوئی میرا امتی مجھ پر سلام پڑھے وہ مجھ پر پہنچا دیتے ہیں'' اس حدیث میں ''یبلغونی'' خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہے اور اس میں ''نی'' واحد متکلم کی ضمیر ہے جو ذات پر دلالت کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی ذات گرامی نہ صرف جسد اطہر ہے اور نہ ہی محض روح مبارک بلکہ دونوں کے مجموعہ کا نام ہے اور آپ کا یہ فرمان (یبلغونی) واضح کرتا ہے کہ یہ سلام آپ کی ذات اقدس پر پیش ہوتا ہے جو روح مع الجسد ہے۔

(۵) عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ما من احد یسلم علیٰ الارد اللہ علیٰ روحی حتی ارد علیہ السلام

ترجمہ: ''کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھ پر سلام بھیجے مگر یہ کہ اللہ میری روح مجھ پر لوٹا دے گا یہاں تک کہ میں اس کا جواب دوں''

(ابوداؤد۔جلد ا،صفحہ ۲۷۹)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ سلام عرض کرنے والے کا جواب دینے کیلئے آنحضرت ﷺ کے جسد اطہر کی طرف روح لوٹائی جاتی ہے اور روح کا جسم کی طرف لوٹایا جانا، یہ حیات جسدی ہی تو ہے۔

اگر توجہ کی جائے تو امام ابوداؤد کا باب ''زیارۃ القبور'' باندھ کر اس حدیث کا ذکر کرنا، اس بات پر دلالت کرتا ہے، کہ اس حدیث سے، زیارت کے وقت قبر شریف کے پاس سلام کہنا مراد ہے اور یہی بات امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں امام ابنِ تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے کہ جب امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر سلام عرض کرے تو کیا آپ ﷺ سماعت فرماتے ہیں؟ امام ابنِ تیمیہؒ لکھتے ہیں **لم یکن عندہ بما یعتمد علیہ فی ذالک من الحدیث الاحدیث ما من احد یسلم علی الاردالله علی روحی حتی ' ردعلیہ السلام** کہ ابن حنبلؒ کے پاس اس وقت سوائے اس حدیث کے اور کوئی روایت نہ تھی جس پر اعتماد کیا جاسکے اور وہ یہ ہے کہ ''جب کوئی شخص مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا جواب دوں''۔ اس اعتبار سے اگر بغور دیکھا جائے تو یہ مذکورہ حدیث شریف جہاں حیات جسدی پر واضح دلیل ہے ایسے ہی آپ کے قریب سے سلام سننے اور اس کا جواب دینے کو بھی کھل کر بیان کر رہی ہے۔

قارئین محترم! **ان لله ملئکۃ فی الارض یبلغونی من امتی السلام** اور **ما من احد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیہ السلام** ...... یہ دونوں حدیثیں دو مختلف باتیں واضح کر رہی ہیں کہ اگر دور سے صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے تو فرشتے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور پہنچاتے ہیں جبکہ روضہ اطہر پر پڑھا جانے والا درود وسلام آپ خود سماعت فرما کر جواب سے بھی سرفراز فرماتے ہیں۔

(۶) عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ قال من صلی علیٰ عند قبری سمعتہ و من صلی علی نائیاابلغتہ (مشکوٰۃ)

حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص درود پڑھے میری قبر کے پاس، میں خود سنوں گا اور جس نے دور سے درود پڑھا وہ مجھے پہنچا دیا جائے گا''۔

اس حدیث میں دو باتوں کو ایک جگہ بیان کر دیا گیا ہے۔ یہ دونوں باتیں کہ ''دور کا درود وسلام فرشتوں کے ذریعہ آپ تک پہنچایا جاتا ہے اور قریب کا درود وسلام آپ خود سماعت فرماتے ہیں'' ابھی دو احادیث میں علاحدہ علاحدہ بیان ہوئی ہیں، اور یہ دونوں حدیثیں صحاح ستہ کی ہیں۔

قارئین محترم! ہم نے اپنا موقف آپ کی خدمت میں بحوالہٴ احادیث رسول پیش کر دیا کہ ''آپ ﷺ انتقال فرما جانے کے بعد برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات ہیں اور حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پہ حاضر ہونے والوں

کا صلوٰۃ وسلام آپ خود سماعت فرماتے ہیں''۔ اس مؤقف پر کہ روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام آپ خود سماعت فرماتے ہیں۔، سب سے آخر میں پیش کی جانے والی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی روایت من صلی علی عند قبری سمعته و من صلی علی نائیاً ابلغته سے آزاد خیال گروپ بڑا نالاں نظر آتا ہے، کیونکہ اس سے واضح طور پر ایک بات کا اعلان ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام روضہ اقدس پر پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام خود سماعت فرماتے ہیں۔ اسی شرف کو حاصل کرنے کیلئے مسلمان دیوانہ وار روضہ رسول علیہ السلام پر حاضری دیتے ہیں کہ ہمارا صلوٰۃ وسلام ہماری آواز میں آپ ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں، جب خود سماعت فرماتے ہیں تو قبر اطہر میں زندہ بھی ہیں اور اسی خیال سے حاضری مقصود ہوتی ہے۔ اور یہ عمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اب تک تمام مسلمان تسلسل کے ساتھ دہراتے چلے آرہے ہیں، اسی عقیدہ کے ساتھ کہ روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام آپ ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں۔ مگر آزاد خیال دوست نمعلوم کیوں اس کوشش میں سرگرداں ہیں کہ اس حدیث کو جتنا ہو سکے مجروح قرار دیا جائے۔ وہ اس حدیث کی سند میں موجود راوی محمد بن مروان سدی صغیر پر محدثین کی جرح وتنقید کی وجہ سے اس حدیث کو من گھڑت اور جعلی ووضعی باور کرانے پر تلے ہوئے ہیں لیکن ان کا یہ عمل انہیں ہرگز کوئی فائدہ نہیں دیتا، کیونکہ اس حدیث سے ثابت ہونے والی بات کہ آپ ﷺ روضہ اقدس پر پیش کیا جانے والا صلوٰۃ وسلام خود سماعت فرماتے ہیں، حدیث ابوداؤد کے حوالہ سے اور امام احمد بن حنبلؒ کی تشریح کے ساتھ ہم پہلے ہی پیش کر آئے ہیں۔ (جاری ہے)

مسافران آخرت

☆ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے ماموں زاد اور نقیب ختم نبوت کے رفیق فکر سید محمد یونس بخاری صاحب کی خوش دامن صاحبہ اور ان کی اہلیہ کے چچا گزشتہ ماہ طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال کر گئے۔

☆ حافظ سعید احمد رحمہ اللہ: حضرت مفتی محمد عبداللہ (ملتان) رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور صدیقیہ کتب خانہ کے مدیر محترم حافظ سعید احمد صاحب گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔ مرحوم انتہائی صالح اور اکل حلال کا اہتمام کرنے والے تھے۔ عشاء کی نماز ادا کر کے نوافل میں مشغول تھے کہ دوران نماز روح پرواز کر گئی۔

☆ عبدالعزیز خان مرحوم: مجلس احرار اسلام (ڈیرہ اسماعیل خان) کے کارکن محترم عبدالعزیز خان صاحب گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔

☆ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے مولانا قاری لطف اللہ شہید کی بیوہ محترم رُشد اللہ، سعد اللہ اور حزب اللہ کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔

☆ جامعہ رشیدہ ساہیوال کے ناظم قاری عبدالہادی انتقال فرما گئے۔ احرار رہنما محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب نے ۲۰ ردسمبر کو جامعہ رشیدیہ ساہیوال جا کر ورثاء اور متوسلین سے اظہارِ تعزیت کیا۔

☆ مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد مغیرہ کے چچا مستری شیر محمد صاحب (بستی غلام واہ ضلع وہاڑی) انتقال کر گئے ☆ مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان کے بزرگ کارکن محترم سیٹھ محمد اشرف صاحب کی اہلیہ ۲۶ ردسمبر کو انتقال کر گئیں۔

اراکین ادارہ تمام مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں اور پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے ان کے لئے صبر کی دعا کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)